شریعت اسلامیہ میں مرد و عورت کے لیے ''غضِ بصر'' کے حکم کا تحقیقی جائزہ

از: غازی عبدالرحمٰن قاسمی
لیکچرار گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ ڈگری کالج، ملتان، پاکستان

اسلام پاک وصاف معاشرے کی تعمیر اور انسانی اخلاق وعادات کی تہذیب کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کی تہذیب اور پُرامن معاشرے کے قیام کے لیے جو اہم تدبیر کرتا ہے، وہ انسانی جذبات کو ہر قسم کے ہیجان سے بچاکر پاکیزہ زندگی کا قیام ہے۔ چنانچہ اسی سلسلے میں اسلام نے حفاظتِ نظر پر زور دیا ہے؛ چونکہ بدنظری تمام فواحش کی بنیاد ہے، اس لیے قرآن وحدیث سب سے پہلے اس کی گرفت کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰی لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ(۱)

ترجمہ: ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں، یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ ہے، بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اور اسی طرح عورتوں کو بھی غض بصر کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ(۲)

ترجمہ: اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں!

حقیقت یہ ہے کہ ''بدنظری'' ہی ''بدکاری'' کے راستے کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسی وجہ سے ان آیات میں نظروں کی حفاظت کے حکم کو ''حفاظتِ فرج'' کے حکم پر مقدم رکھا گیا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے ''بدنظری'' سے منع کیا اور اس کا فائدہ یہ بتایا کہ اس سے شہوت کی جگہوں کی حفاظت

ہوگی نیز یہ چیز تزکیۂ قلوب میں بھی معاون ہوگی۔ ''غضِ بصر'' کا حکم ہر مسلمان کو دیا گیا ہے۔نگاہ نیچی رکھنا فطرت اور حکمتِ الٰہی کے تقاضے کے مطابق ہے؛ اس لیے کہ عورتوں کی محبت اور دل میں ان کی طرف خواہش فطرت کا تقاضا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ(۳)

''لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے جیسے عورتیں''۔

آنکھوں کی آزادی اور بے باکی خواہشات میں انتشار پیدا کرتی ہے۔ایک حدیث میں بدنظری کو آنکھوں کا زنا قرار دیا گیا۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:

فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ (۴) ''آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے''۔

راستے میں مجلس جما کر بیٹھنے سے اسی وجہ سے منع کیا گیا ہے کہ وہ عام گزرگاہ ہے، ہر طرح کے آدمی گزرتے ہیں، نظر بے باک ہوتی ہے، ایسا نہ ہو کہ کسی پر نظر پڑے اور وہ برائی کا باعث بن جائے۔

صحابہ کرامؓ سے ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کہ راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو! صحابہؓ نے اپنی مجبوری پیش کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کو جب کوئی مجبوری ہو تو راستہ کا حق ادا کرو! صحابہؓ نے سوال کیا راستہ کا حق کیا ہے''؟

آپ ﷺ نے فرمایا: غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ (۵)

''نگاہ نیچی رکھنا، اذیت کا رد کرنا، سلام کا جواب دینا، اور بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے منع کرنا''۔

حدیث میں نظر کو شیطانی زہر آلود تیر قرار دیا گیا ہے۔نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

النَّظْرَةُ سَهْمٌ مَسْمُومٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَخَافَتِي أَبْدَلْتُه إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ(۶)

''بدنظری شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو شخص اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے، میں اس کو ایک ایسی ایمانی قوت دوں گا، جس کی شیرینی وہ اپنے دل میں پائے گا''۔

نگاہ کا غلط استعمال بہت سارے فتنوں اور آفتوں کا بنیادی سبب ہے۔ چونکہ دل میں تمام قسم کے خیالات وتصورات اور اچھے بُرے جذبات کا برانگیختہ ومحرک ہونا، اسی کے تابع ہے؛ اس لیے اسلام میں نگاہوں کو نیچا رکھنا اور ان کی حفاظت کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

بدنظری کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس سے حسرت وافسوس اور رنج وغم کی کیفیت ہوجاتی ہے۔ کئی دفعہ نظر کا تیر دیکھنے والے کو خود ہی لگ کر اس کے دل ودماغ کو زخمی کردیتا ہے۔

حافظ ابن قیمؒ (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

كُلُّ الْحَوَادِثِ مَبدَاُهَا مِنَ النَّظَرِ ☆ وَمُعْظَمُ النَّارِ مِنْ مُسْتَصْغَرِ الشَّرَرِ

كَمْ نَظْرَةٍ بَلَغَتْ فِى قَلْبِ صَاحِبِهَا ☆ كَمَبْلَغِ السَّهْمِ بَيْنَ الْقَوْسِ وَالْوَتَرِ

يَسُرُّ مُقْلَتَهُ مَا ضَرَّ مُهْجَتَهُ ☆ لَا مَرْحَبًا بِسُرُورٍ عَادَ بِالضَّرَرِ

يَا رَامِيًا بِسِهَامِ اللَّحْظِ مُجْتَهِدًا ☆ أَنْتَ الْقَتِيلُ بِمَا تَرْمِى فَلَا تُصِبِ

يَا بَاعِثَ الطَّرْفِ يَرْتَادُ الشِّفَاءَ لَهُ ☆ اِحْبِسْ رَسُولَكَ لَا يَأْتِيكَ بِالْعَطَبِ (۷)

ترجمہ: تمام حادثات کی ابتدا نظر سے ہوتی ہے، اور بڑی آگ چھوٹی چنگاریوں سے ہوتی ہے، کتنی ہی نظریں ہیں جو نظر والے کے دل میں چبھ جاتی ہیں، جیسا کہ کمان اور تانت کے درمیان تیر ہوتا ہے، اس کی آنکھ ایسی چیز سے خوش ہو رہی ہے جو اس کی روح کے لیے نقصان دہ ہے۔ ایسی خوشی جو ضرر کو لائے، اس کے لیے خوش آمدید نہیں ہے۔ اے نظر کا تیر چلانے میں کوشش کرنے والے! اپنے چلائے ہوئے تیر سے تو ہی قتل ہوگا! اے نظر باز! تو جس نظر سے شفا کا متلاشی ہے، اپنے قاصد کو روک! کہیں یہ تجھ ہی کو ہلاک نہ کردے۔

یہ ایک حقیقت ہے جس کا کوئی ذی شعور انکار نہیں کرسکتا کہ نگاہ کا غلط استعمال انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔ اسی لیے شریعت نے عفت وعصمت کی حفاظت کے لیے ''غضِ بصر'' کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم میں مردوں اور عورتوں دونوں کو ''غضِ بصر'' کا حکم دیا گیا؛ مگر جمہور فقہاء نے اس حکم میں مرد وعورت کے درمیان فرق کیا ہے۔ پہلے مردوں کے لیے غض بصر کے حکم میں اہل علم کا موقف ذکر کرکے پھر عورتوں کے لیے اس حکم کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

مردوں کے لیے غضِ بصر کا حکم:

(۱) اس پر اجماع ہے کہ مرد کے لیے دوسرے مرد کے ستر کے علاوہ پورے جسم کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ (۸)

(۲) اس پر بھی اہل علم کا اجماع ہے کہ بے ریش لڑکے کو لذت اور اس کی خوبصورتی سے متمتع ہونے کے ارادہ سے دیکھنا حرام ہے۔ (۹)

مردوں کا عورتوں کی طرف دیکھنے کی تین صورتیں ہیں:

(۱) مرد کا اپنی بیوی کو دیکھنا جائز ہے۔

(۲) مرد اپنی ذی محرم عورتوں کے مواضع زینت کو دیکھ سکتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک مواضعِ زینت میں، سر، چہرہ، کان، گلا، سینہ، بازو، کلائی، پنڈلی، ہتھیلی اور پاؤں شامل ہے۔ (۱۰)

(۳) مرد کا اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنا، اس میں تفصیل ہے:

❁ اگر مرد کسی عورت سے شادی کا ارادہ رکھتا ہے تو اُس کے لیے اس عورت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے۔

امام کاسانیؒ (م۵۸۷ھ) لکھتے ہیں:

و كذا إذا أراد أن يتزوج امرأة فلا بأس أن ينظر إلى وجهها (۱۱)

''اور اسی طرح جو شخص کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اس عورت کے چہرے کی طرف دیکھے''؛ بلکہ ایسی عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنے میں جمہور فقہاء کا اتفاق ہے۔

امام نوویؒ (م۶۷۶ھ) مخطوبہ کی طرف جوازِ نظر والی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وفيه استحباب النظر إلى وجه من يريد تزوجها وهو مذهبنا ومذهب مالك وأبي حنيفة وسائر الكوفيين وأحمد وجماهير العلماء (۱۲)

''اور اس حدیث میں اس عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا اس شخص کے لیے مستحب ہے جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہو اور یہی ہمارا مذہب ہے اور مالکؒ، ابوحنیفہؒ، تمام اہلِ کوفہ اور احمدؒ سمیت جمہور علماء کا ہے۔

❁ طبیب بغرضِ علاج اجنبیہ کو دیکھ سکتا ہے۔

امام رازیؒ (م۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

يجوز للطبيب الأمين أن ينظر إليها للمعالجة (۱۳)

''شریف الطبع طبیب کے لیے عورت کی طرف بغرضِ علاج نظر کرنا جائز ہے''۔

❁ گواہ عورت کے خلاف گواہی دیتے وقت اور قاضی عورت کے خلاف فیصلہ کرتے وقت اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔

علامہ حصکفیؒ (م۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها .... إلا النظر لحاجة كقاض وشاهد يحكم ويشهد عليها(۱۴)

''پس اگر شہوت کا خوف ہو یا شہوت کا شک ہو تو اس صورت میں عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا ممنوع ہے؛ البتہ ضرورت کے وقت، دیکھنا جائز ہے، مثلاً قاضی کا فیصلہ سناتے یا گواہ کا گواہی دیتے وقت دیکھنا''۔

❁ ہنگامی حالات میں، مثلاً کوئی عورت پانی میں ڈوب رہی ہے یا آگ میں جل رہی ہے تو اس کی جان بچان کے لیےاس کی طرف دیکھا جاسکتا ہے۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

لو وقعت في غرق أو حرق فله أن ينظر إلى بدنها ليخلصها(۱۵)

''اگر عورت پانی میں ڈوب رہی ہو یا آگ میں جل رہی ہو تو اس کی جان بچانے کے لیے اس کے بدن کی طرف دیکھنا جائز ہے''۔

اور اسی کے ساتھ لاحق کرتے ہوئے مزید یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ زلزلہ وسیلاب، چھتوں کا گرجانا، آسمانی بجلی کا گرنا، چوری ڈکیتی کے وقت بھی افراتفری کے عالم میں یہی حکم ہوگا۔

❁ معاملہ کرتے وقت یعنی، اشیاء کے لینے ودینے اور خرید وفروخت کے وقت بھی عورت کے چہرے کی طرف نظر کی جاسکتی ہے۔

امام کاسانی لکھتے ہیں:

لأن إباحة النظر إلى وجه الأجنبية وكفيها للحاجة إلى كشفها في الأخذ والعطاء(۱۶)

''اشیاء کے لینے اور دینے کی ضرورت کی وجہ سے اجنبیہ کے چہرے کی طرف نظر کرنا جائز ہے''۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

جواز النظر للحاجة عند البيع والشراء(۱۷)

''خرید وفروخت کی ضرورت کے وقت عورت کی طرف نظر کرنا جائز ہے''۔

اور اس کی وجہ یہی ہے کہ بائع یا مشتری معاملہ کرتے وقت اس عورت کو پہچان لے؛ تاکہ اگر کسی وجہ سے چیز واپس کرنی پڑے کسی نقصان وضرر کے وقت، یا بعد میں قیمت وصول کرنی ہو تو

دوسری عورتوں سے الگ شناخت کی جاسکے۔(۱۸)

جبکہ بعض اہل علم کی رائے میں خرید وفروخت کے وقت عورت کا چہرہ کھولنا یا مرد کا دیکھنا جائز نہیں ہے؛ اس لیے کہ یہ ایسی ضرورت نہیں ہے کہ جس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو؛ چونکہ عورتیں بیع وشرا نقاب وحجاب کے ساتھ بھی کرسکتی ہیں (۱۹)۔اور یہی بات عصرِ حاضر کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہے؛ اس لیے کہ آج کل تو باقاعدہ خریدی ہوئی چیز کی رسید مل جاتی ہے، جس سے اس چیز کے واپس کرنے میں مزید کسی شناخت کی ضرورت نہیں ہے۔مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ بغیر کسی حاجت اور ضرورت کے اجنبیہ کی طرف دیکھنے میں جمہور فقہاء اور حنفیہ کے درمیان اختلاف ہے۔

حنفیہ کے نزدیک فتنہ اور شہوت سے بے خوف ہونے کی صورت میں اجنبیہ عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے؛ مگر ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک فتنہ اور شہوت کا خوف ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں بلاضرورت اجنبیہ عورت کی طرف دیکھنا ناجائز ہے۔ائمہ کے موقف کی تفصیل اور دلائل کے نقل کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ فتنہ اور شہوت کا مفہوم واضح کیا جائے؛ تاکہ بات کا سمجھنا آسان ہو۔

فتنہ کا معنی:

علامہ شامیؒ (م۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

(قوله بل لخوف الفتنة) أى الفجور بها قاموس أو الشهوة (۲۰)

فتنہ سے مراد گناہ یا شہوت ہے۔

شہوت کی تعریف:

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

أنها ميل القلب مطلقا (۲۱)

”شہوت دل کے مائل ہونے کا نام ہے“۔

علامہ شامیؒ مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بيان الشهوة التى هى مناط الحرمةأن يتحرك قلبُ الإنسان ويميلَ بطبعه إلى اللذة(۲۲)

”شہوت کا بیان جس پر حرمت کا مدار ہے، وہ یہ کہ انسان کے دل میں حرکت پیدا ہو اور طبیعت لذت کی طرف مائل ہوجائے“۔

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ کسی خوبصورت چہرے کی طرف دیکھنے سے (خواہ وہ عورت کا ہو یا بے ریش لڑکے کا) دل کی کیفیات کا متحرک ہونا اور قلبی میلان ورجحان کے ساتھ طبیعت کا حصول لذت کی طرف مائل ہونا شہوت کہلاتا ہے۔

جمہور علماء کا تفصیلی موقف درج ذیل ہے۔

مالکیہ کا موقف:

علامہ ابن رشد مالکی (م ۵۲۰ھ)

و لا یجوز له أن ینظر إلی الشابة إلا لعذر من شهادة أو علاج (۲۳)

''اور مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ نوجوان عورت کی طرف نظر کرے سوائے گواہی یا علاج وغیرہ کی مجبوری حالت کے۔

قاضی امام ابن عربیؒ مالکی (م ۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

لا یحل للرجل ان ینظر الی المرأة (۲۴)

''آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ عورت کی طرف دیکھے''۔

شوافع کا موقف:

امام ابواسحاق شیرازیؒ (م ۴۷۶ھ) لکھتے ہیں:

و أما من غیر حاجة فلا یجوز للأجنبی أن ینظر إلی الأجنبیة (۲۵)

''اور بہر حال بلاضرورت اجنبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اجنبیہ کی طرف دیکھے''۔

امام غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) لکھتے ہیں:

نظر الرجل الی المراة.... و ان کانت اجنبیة حرم النظر الیها مطلقا (۲۶)

''اگر عورت اجنبیہ ہو تو اس کی طرف نظر کرنا مطلقاً حرام ہے''۔

حنابلہ کا موقف:

شیخ الاسلام ابن قدامہؒ (م ۶۲۰ھ) لکھتے ہیں:

فأما نظر الرجل إلی الأجنبیة من غیر سبب فإنه محرم إلی جمیعها فی ظاهر کلام أحمد (۲۷)

''امام احمد کے ظاہری کلام کے مطابق آدمی کا اجنبیہ عورت کے پورے جسم کی طرف بلاوجہ دیکھنا حرام ہے''۔

جمہور فقہاء کے دلائل:

۱-آیت کریمہ:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ(۲۸)

''ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں''۔

امام شافعیؒ (م۲۰۴ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فرض الله على العينين أن لا ينظر بهما إلى ما حرم الله، وأن يغضهما عما نهاه(۲۹)

''اللہ تعالیٰ نے آنکھوں پر فرض کیا کہ وہ نہ دیکھیں اس چیز کو جس کا دیکھنا اللہ نے حرام قرار دیا، اور جس کے دیکھنے سے منع کیا، وہاں آنکھوں کو جھکایا جائے''۔

۲-آیت کریمہ:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ(۳۰)

''اور جب تمھیں ان (نبی کی بیویوں) سے کوئی چیز مانگنا (یا کچھ پوچھنا) ہو تو تم پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔

امام قرطبی (م۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فی هذه الآية دليل على أن الله تعالى أذن فی مسألتهن من وراء حجاب، فی حاجة تعرض، أو مسألة يستفتين فيها، ويدخل فی ذلك جميع النساء بالمعنى(۳۱)

''یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات سے ضرورت پڑنے پر پردے کے پیچھے سے سوال کرنے یا مسئلہ پوچھنے کی اجازت دی ہے۔ اور اس حکم میں تمام مسلمان عورتیں داخل ہیں''۔

معلوم ہوا مردوں کے لیے عورتوں کو دیکھنا جائز نہیں؛ اسی لیے پردے کی آڑ میں عورتوں سے سوال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۳-حضرت ابوہریرہؓ کی روایت:

إِنَّ اللَّهَ إِذَا كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ فَالْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ، وَزِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْمَشْيُ؛ وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ(۳۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا کا حصہ لکھ دیا ہے جس کو وہ یقیناً پائے گا۔ پس آنکھیں

زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے اور ہاتھ زنا کرتے ہیں ان کا زنا پکڑنا ہے۔اور پاؤں زنا کرتے ہیں ان کا زنا چلنا ہے اور نفس زنا کی تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب''۔

۴- نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

یَا عَلِيُّ لَا تُتبعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَی وَلَیْسَتْ لَكَ الآخِرَۃُ(۳۳)

''اے علی! نظر کی پیروی مت کر؛ اس لیے کہ پہلی نظر تو جائز ہے؛ مگر دوسری نگاہ جائز نہیں''۔

۵- حضرت علیؓ کی روایت ہے:

أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أَرْدَفَ الْفَضْلَ فَاسْتَقْبَلَتْهُ جَارِیَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ فَلَوَی عُنُقَ الْفَضْلِ فقَالَ اَبُوہ الْعَبَّاسُ لَوَیْتَ عُنُقَ ابْنِ عَمِّكَ قَالَ رَأَیْتُ شَابًّا وَشَابَّۃً فَلَمْ آمَنِ الشَّیْطَانَ عَلَیْهِمَا (۳۴)

''بے شک نبی کریم ﷺ نے فضل کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا آپ کو قبیلہ خثعم کی ایک لڑکی ملی، آپ ﷺ نے فضلؓ کی گردن دوسری طرف پھیر دی، اس پر ان کے والد عباسؓ نے کہا: آپ نے اپنے چچازاد بھائی کی گردن کیوں پھیر دی؟ آپ نے ﷺ فرمایا میں نے نوجوان مرد اور عورت کو دیکھا تو میں ان پر شیطان سے بے خوف نہیں ہوا۔

۶- حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؒ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا:

أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِی (۳۵)

''میں اپنی نظر پھیر لوں''

۷- وہ احادیث جن میں نکاح سے پہلے عورت کی طرف دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔(۳۶) اگر عورتوں کی طرف نظر کرنا مطلقاً مباح ہوتا تو پھر نکاح کے ارادہ کے ساتھ دیکھنے کی تخصیص کیوں کی گئی؟ (۳۷)

یہ تمام دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اجنبیہ عورت کی طرف بلاضرورت دیکھنا ناجائز ہے؛ چنانچہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مردوں کے لیے غض بصر کا حکم لازمی ہے۔اور استثنائی صورتوں کے علاوہ اجنبیہ عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا مطلقاً حرام ہے۔فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

ومنهم من جوز النظر الی الوجہ حیث تومن الفتنة..... وهو بعید لان الشهوة

وخوف الفتنة امر باطن فالضبط بالأنوثة التی هی من الاسباب الظاهرة أقرب الی المصلحة (۳۸)

”بعض حضرات نے فتنہ سے امن میں ہونے کی صورت میں عورت کا چہرہ دیکھنے کو جائز قرار دیا ہے اور وہ بعید ہے؛ اس لیے کہ شہوت اور فتنہ کا خوف باطنی معاملہ ہے، لہٰذا مؤنث کے ساتھ حکم کو منضبط کرنا یہ اسباب ظاہرہ میں سے ہے اور مصلحت کے زیادہ قریب ہے“۔

امام غزالیؒ کی مذکورہ عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر عورت کی طرف نظر کرنے کو فتنہ سے امن میں ہونے کی صورت میں جائز قرار دیا جائے تو ایسا ممکن نہیں ہے؛ اس لیے کہ شہوت اور فتنہ کے خوف کا تعلق انسان کے ظاہر سے نہیں؛ بلکہ باطن سے ہے اور کسی کے باطن میں کیا ہے؟ کوئی دوسرا فرد نہیں جانتا؛ چنانچہ فتنہ کے خوف کو ضابطہ بنانے کے بجائے اگر یہ ضابطہ بنایا جائے کہ عورت کی طرف بلا وجہ نظر کرنا ہی جائز نہیں، یہ اسباب ظاہرہ اور مصلحت کے زیادہ قریب ہے۔

مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی احکام القرآن للتھانوی میں لکھتے ہیں:

”اور اجنبیہ عورت کے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف نظر کرنا، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک حرام ہے۔ خواہ فتنہ کا خوف ہو یا نہ ہو۔ اور ان حضرات کا خیال ہے کہ خوبصورت چہرے کی طرف دیکھنا فتنہ کو لازم کرتا ہے اور عام طور پر دل میں میلان پیدا ہوجاتا ہے۔ لہٰذا، اجنبیہ کی طرف نظر کرنا، خود فتنہ کے قائم مقام ہے۔ جس طرح کہ نیند کو خروج ریح کے احتمال کی وجہ سے اس کے قائم مقام کردیا گیا ہے۔ اور محض سونے سے وضو کے ٹوٹنے کا حکم لگادیا جاتا ہے خواہ ریح کا خروج ہو یا نہ ہو، اور اسی طرح خلوت صحیحہ عورت کے ساتھ وطی کے قائم مقام ہے تمام احکام میں (۳۹) عام ازیں کہ اس خلوت میں وطی پائی گئی ہو یا نہ پائی گئی ہو“ (۴۰)۔

معلوم ہو کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مرد کے لیے عورت کے چہرے کی طرف بلاضرورت نظر کرنا جائز نہیں، اور اس کی وجہ یہ ذکر کی گئی ہے کہ اکثر حالات میں خوبصورت عورت کا چہرہ دیکھ کر انسان اس کی طرف مائل ہوکر فتنہ میں واقع ہوسکتا ہے۔ لہٰذا جس طرح، نیند کو خروج ریح کے قائم مقام قرار دے کر وضو ٹوٹنے کا حکم لگادیا جاتا ہے خواہ ہوا خارج ہو یا نہ ہو۔ اور خلوت صحیحہ (۴۱) میں وطی نہ پائی گئی ہو؛ مگر اس خلوت کو وطی کے قائم مقام کرکے احکام جاری کیے جاتے ہیں (۴۲) اسی طرح عورت کی طرف نظر کرنے سے انسان فتنہ میں پڑسکتا ہے، لہٰذا اجنبیہ کی طرف نظر کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص فتنہ میں واقع ہوجائے۔

حنفیہ کا موقف:

حنفیہ کے نزدیک بلاشہوت اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔

امام ابوبکر جصاصؒ (م ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

جاز للأجنبی أن ینظر من المرأة إلی وجهها ویدیها بغیر شهوة (۴۳)

''اجنبی کے لیے جائز ہے کہ وہ بغیر شہوت کے عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف دیکھے''۔

امام کاسانیؒ لکھتے ہیں:

فلا یحل النظر للأجنبی من الأجنبیة الحرة إلی سائر بدنها إلا الوجه والکفین (۴۴)

''اجنبی کے لیے آزاد جنبیہ کے چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ باقی بدن کی طرف نظر کرنا حلال نہیں ہے''۔

صاحب ہدایہ علامہ مرغینانیؒ (م ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

ولا یجوز أن ینظر الرجل إلی الأجنبیة إلا وجهها وکفیها (۴۵)

''اور آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اجنبیہ کی طرف دیکھے سوائے چہرہ اور ہتھیلی کے''۔

حنفیہ کے دلائل:

۱- ارشاد باری تعالی ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (۴۶)

''ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں''۔

اس آیت میں مردوں کو غض بصر کا حکم دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبیہ کی طرف بالکل دیکھنا جائز نہیں؛ مگر حنفیہ نے سورۃ النور کی درج ذیل آیت کی وجہ سے چہرے اور ہتھیلیوں کا استثنا کیا ہے۔

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (۴۷)

''اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں؛ مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر سرمہ اور انگوٹھی سے کی ہے (۴۸)۔ سرمہ چونکہ آنکھ میں ڈالا جاتا ہے اور انگوٹھی ہاتھ میں ہوتی ہے؛ لہٰذا زینت ظاہرہ سے مراد چہرہ اور ہتھیلی ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے دوسری روایت بھی ہے جس میں آپ نے ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر ہتھیلی اور چہرہ سے کی ہے (۴۹)۔ چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ باقی اعضاء اسی نہی کے

حکم میں داخل ہیں (۵۰)۔ چنانچہ اجنبی مرد کے لیے اجنبیہ کے چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ باقی جسم کی طرف نظر کرنا حلال نہیں؛ لیکن اگر عورت کی طرف نظر کرنے میں شہوت کا اندیشہ ہو تو پھر عورت کے چہرے کو دیکھنا حلال نہ ہوگا۔

امام شمس الائمہ سرخسی (م ۴۸۳ھ) اس مسئلہ پر بڑی تفصیلی بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وهذا كله إذا لم يكن النظر عن شهوة فإن كان يعلم أنه إن نظر اشتهى لم يحل له النظر إلى شيء منها..... وكذلك إن كان أكبر رأيه أنه إن نظر اشتهى لأن أكبر الرأى فيما لا يتوقف على حقيقته كاليقين(۵۱)

''اور یہ ساری تفصیل اس وقت ہے جب مرد کی وہ نظر شہوت سے نہ ہو؛ لیکن اگر وہ یہ جانتا ہو کہ اگر اس نے عورت کی طرف نظر کی تو اس کے دل میں اس کی طرف رغبت پیدا ہو جائے گی تو ایسی صورت میں اس مرد کے لیے عورت کے کسی عضو کو بھی دیکھنا حلال نہ ہوگا۔ یہی حکم اس صورت میں ہے جب مرد کی غالب رائے یہ ہو کہ اگر اس نے عورت کی طرف نظر کی تو اس کے دل میں اس کی طرف میلان ہو جائے گا؛ کیونکہ جس چیز کی حقیقت پر مطلع نہ ہو سکتے ہوں، اس کے اندر غالب رائے یقین کا درجہ رکھتی ہے''۔

امام کاسانیؒ لکھتے ہیں:

إنما يحل النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منها من غير شهوة فأما عن شهوة فلا يحل لقوله عليه الصلاة والسلام اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ(۵۲) وليس زنا العينين إلا النظر عن شهوة ولأن النظر عن شهوة سبب الوقوع فى الحرام فيكون حراما إلا فى حالة الضرورة(۵۳)

''بے شک زینت ظاہرہ کی جگہوں کی طرف نظر اس وقت حلال ہے جب وہ بغیر شہوت کے ہو اور اگر وہ نظر شہوت سے ہو تو پھر حلال نہ ہوگی، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آنکھیں زنا کرتی ہیں'' اور آنکھوں کا زنا شہوت والی نظر سے ہوتا ہے۔ اور شہوت بھری نظر حرام میں واقع ہونے کا سبب ہے، لہٰذا وہ حرام ہوگی سوائے مجبوری کی حالت میں۔

۲- نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من نَظَرَ إِلَى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَجْنَبِيَّةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِي عَيْنَيْهِ الآنك يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۵۴)

''جس شخص نے شہوت کے ساتھ کسی اجنبی عورت کے محاسن کی طرف نظر کی تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ ڈالا جائے گا''۔

مذکورہ بالا دلائل کی بناء پر حنفیہ کے نزدیک فتنہ اور شہوت کا خوف نہ ہونے کی صورت میں عورت کے چہرہ کی طرف نظر کی جاسکتی ہے۔ اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر عورت کا چہرہ دیکھنا منع ہوگا اس لیے کہ عورت کی اصل خوبصورتی تو اس کے چہرہ میں ہوتی ہے۔

امام سرخسیؒ لکھتے ہیں:

ولأن حرمة النظر لخوف الفتنة وعامة محاسنها في وجهها فخوف الفتنة في النظر إلى وجهها أكثر منه إلى سائر الأعضاء(۵۵)

''اور بے شک دیکھنے کی حرمت فتنہ کے خوف کی وجہ سے ہے اور عورت کے اکثر محاسن اس کے چہرے ہی میں ہوتے ہیں؛ اس لیے دوسرے اعضاء کی طرف دیکھنے کے مقابلے میں چہرہ کی طرف دیکھنے میں فتنہ کا خوف زیادہ ہے''۔

اور اگر فتنہ کا خوف نہیں ہے تو پھر عورت کی طرف دیکھنا بھی حرام نہیں ہے؛ مگر چونکہ اس زمانے میں بے راہ روی اور عریانی وفحاشی کا سیلاب نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتا جارہا ہے اور اس شرط کا فی زمانہ پایا جانا مشکل ہے؛ اس لیے متاخرین حنفیہ (۵۶) نے مطلقاً عورت کے چہرے کی طرف دیکھنے سے منع کیا ہے۔

علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں:

فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام وهذا في زمانهم وأما في زماننا فمنع من الشابة قهستاني وغيره إلا النظر لحاجة كقاض وشاهد يحكم ويشهد عليها(۵۷)

''پس اگر شہوت کا خوف ہو یا شہوت کا شک ہو تو اس صورت میں عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔ پس نظر کا حلال ہونا مقید ہے شہوت نہ ہونے کے ساتھ وگرنہ حرام ہے۔ یہ حکم ان پہلے فقہاء کے زمانے کا ہے۔ اور جہاں تک ہمارے اس دور کا تعلق ہے، اس میں تو نوجوان عورت کی طرف نظر کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ قہستانی وغیرہ؛ البتہ ضرورت کے وقت، دیکھنا جائز ہے، مثلاً قاضی کا فیصلہ سناتے وقت دیکھنا یا گواہ کا عورت کے خلاف گواہی دیتے وقت دیکھنا''۔

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مرد کے لیے عورت کی طرف بلاضرورت دیکھنا نا جائز نہیں، اور متقدمین حنفیہ کے نزدیک فتنہ سے مامون ہونے کی صورت میں مرد کے لیے عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے؛ مگر چونکہ اب وہ حالات نہیں رہے، عریانی اور فحاشی

بڑھتی جارہی ہے؛ اس لیے متاخرین حنفیہ کے نزدیک بلاضرورت مرد کا اجنبی عورت کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے؛ چنانچہ اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ اب جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرد کے لیے بلاضرورت عورت کی طرف دیکھنا ناجائز ہے۔

❁ ❁ ❁

حواشی وحوالہ جات:

(۱) القرآن، النو: ۳۰۔

(۲) القرآن، النور۳۱۔

(۳) القرآن، آل عمران: ۱۴۔

(۴) البخاری، محمد بن اسماعیل ا، الجامع الصحیح، بیروت، دار ابن کثیر الیمامہ، ۱۴۰۷ھ، جلد ۵، صفحہ ۲۳۰۴۔

(۵) مسلم بن حجاج، امام، الصحیح، بیروت، دار احیاء التراث العربی، جلد ۴، صفحہ ۱۷۰۴۲۳۰۴۔

(۶) المنذری، عبدالعظیم، الترغیب والترھیب، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ، جلد ۳، صفحہ ۱۵۳۔

(۷) ابن قیم الجوزیہ، الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی، دارالمعرفت، ۱۴۱۸ھ، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳-۱۵۴۔

(۸) عبداللہ بن محمود الموصلی الحنفی، الاختیار لتعلیل المختار، قاہرہ، مطبعہ الحلبی، ۱۳۵۶ھ، جلد ۴، صفحہ ۱۵۴۔
الغزالی، محمد بن محمد، ابوحامد، الوسیط فی المذھب، قاہرہ، دارالسلام، ۱۴۱۷ھ، جلد ۵، صفحہ ۲۹۔

(۹) شامی ابن عابدین، محمد امین، ردالمحتار (حاشیہ ابن عابدین) بیروت، دارالفکر للطباعۃ والنشر، جلد ۶، صفحہ ۳۷۱۔

(۱۰) برہان الدین محمود بن احمد، المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، بیروت، دارلکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ، جلد ۵، صفحہ ۳۳۱-۳۳۲، ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، ۱۳۸۸ھ، جلد ۷، صفحہ ۹۸-۱۰۰، الخطیب الشربینی، محمد بن احمد الشافعی، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ، جلد ۴، صفحہ ۲۱۴، ۲۱۷۔ الغزالی، الوسیط فی المذھب، جلد ۵، صفحہ ۳۱-۳۲، ابن جزی کلبی، محمد بن احمد، القوانین الفقہیہ، ناشر نامعلوم، س ن، جلد اول، صفحہ ۲۹۴، محمد بن محمد الطرابلسی، المالکی، مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، بیروت، دارالفکر، ۱۴۱۲ھ، جلد ۳، صفحہ ۴۰۶۔

(۱۱) الکاسانی، علاو الدین، البدائع والصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۹۸۲ء، جلد ۵، صفحہ ۱۲۲، ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۹۶، الطرابلسی، المالکی، مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، جلد ۳، صفحہ ۴۰۵، الشیرازی، ابراہیم بن علی، ابواسحاق، المھذب فی فقہ الامام الشافعی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، س ن، جلد ۲، صفحہ ۴۲۴۔

(۱۲) لنووی، شرح صحیح مسلم، جلد ۹، صفحہ ۲۱۰۔

(۱۳) رازی، محمد بن عمر بن حسین، ابوعبداللہ، تفسیر الفخر الرازی، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ۱۴۲۰ھ، جلد ۲۳، صفحہ ۳۶۲، الطرابلسی، المالکی، مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، جلد ۳، صفحہ ۴۰۵، حصکفی، علاوالدین، درمختار، بیروت، دارالفکر، ۱۳۸۶ھ، جلد ۶، صفحہ ۳۷۰، ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۱۰۱۔

(۱۴) حصکفی، الدرالمختار، جلد ۶، صفحہ ۳۷۰، الطرابلسی، المالکی، مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، جلد ۳، صفحہ ۴۰۵، الشیرازی، ابواسحاق، المھذب، جلد ۲، صفحہ ۴۲۵، ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۱۰۱۔

(۱۵) رازی، تفسیر الفخر الرازی، جلد ۲۳، صفحہ ۳۶۲۔

(۱۶) الکاسانی، البدائع والصنائع، جلد ۵، صفحہ ۱۲۲۔

(۱۷) النووی، شرح صحیح مسلم، جلد ۹، صفحہ ۲۱۰۔

(۱۸) درویش مصطفی حسن، فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب والمقاب، قاہرہ، دار الاعتصام، س ن، صفحہ ۳۷۔

(۱۹) ایضاً صفحہ ۳۷۔

(۲۰) شامی، رد المحتار علی الدر المختار، جلد ۱، صفحہ ۴۰۷۔

(۲۱) شامی، رد المحتار علی الدر المختار، جلد ۱، صفحہ ۴۰۶۔

(۲۲) شامی، رد المحتار علی الدر المختار، جلد ۱، صفحہ ۴۰۷۔

(۲۳) ابن رشد الجد، محمد بن احمد، المقدمات الممھدات، بیروت، دار الغرب الاسلامی، ۱۴۰۸ھ، جلد ۳، صفحہ ۴۶۰۔

(۲۴) ابن عربی، محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ، جلد ۳، صفحہ ۳۸۰۔

(۲۵) الشیرازی، ابو اسحاق، المھذب، جلد ۲، صفحہ ۴۲۵۔

(۲۶) الغزالی، الوسیط فی المذھب، جلد ۵، صفحہ ۳۲۔

(۲۷) ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۱۰۲۔

(۲۸) القرآن، النور: ۳۰، الشیرازی، ابو اسحاق، المھذب، جلد ۲، صفحہ ۴۲۵، ابن عربی، احکام القرآن، جلد ۳، صفحہ ۳۷۹، ابن رشد، البیان والتحصیل، جلد ۱۸، صفحہ ۵۵۹۔

(۲۹) الشافعی، محمد بن ادریس، تفسیر الامام الشافعی، المملکۃ العربیہ السعودیہ، دار التدمریۃ، ۱۴۲۷ھ، جلد ۳، صفحہ ۱۲۷۱۔

(۳۰) القرآن، الاحزاب:

ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، ابو محمد، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، ۱۳۸۸ھ، جلد ۷، صفحہ ۱۰۲۔

(۳۱) القرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ، دار الکتب المصریہ، ۱۳۸۴ھ، جلد ۱۴، صفحہ ۲۲۷۔

(۳۲) ابن عربی، احکام القرآن، جلد ۳، صفحہ ۳۸۰؛ مسلم، الصحیح، جلد ۴، صفحہ ۲۰۴۷۔

(۳۳) ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۱۰۲؛ ابن عربی، احکام القرآن، جلد ۳، صفحہ ۳۸۰؛ ابوداؤد، جلد ۲، صفحہ ۲۴۶؛ ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، ریاض، مکتبۃ الرشید، ۱۴۰۹ھ، جلد ۶، صفحہ ۳۶۷۔

(۳۴) الشیرازی، ابو اسحاق، المھذب، جلد ۲، صفحہ ۴۲۵؛ ابن رشد، البیان والتحصیل، جلد ۱۸، صفحہ ۵۵۹؛ ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۱۰۲؛ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسی، السنن، مصر، مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۹۵ھ، جلد ۳، صفحہ ۲۲۳؛ احمد بن حنبل، المسند، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۱ھ، جلد ۲، صفحہ ۶۔

(۳۵) ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۱۰۲؛ مسلم، جلد ۳ صفحہ ۱۶۹۹۔

(۳۶) ابوداؤد، السجستانی، سلیمان بن اشعث، بیروت، المکتبہ العصریہ، جلد ۲ صفحہ ۲۲۸۔

ابن ماجہ، محمد بن یزید، دار احیاء الکتب العربیہ، جلد ۱، صفحہ ۶۰۰۔

(۳۷) ابن قدامہ، المغنی، جلد ۷، صفحہ ۱۰۲۔

(۳۸) الوسیط فی المذھب، جلد ۵، صفحہ ۳۲۔

(۳۹) مفتی صاحبؒ کا ''سائر الاحکام'' لکھنا ''تسامح'' ہے؛ اس لیے کہ خلوت صحیحہ تمام احکام میں وطی کے قائم مقام نہیں ہے؛ بلکہ بعض احکام میں ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۴۰) مفتی محمد شفیع دیوبندی، احکام القرآن، جلد ۳، صفحہ ۴۶۸۔

(۴۱) خلوت صحیحہ سے مراد نکاح کے بعد مرد وعورت کی ایسی تنہائی کی ملاقات ہے، جہاں پر وطی سے کوئی حسی، شرعی اور طبعی مانع نہ ہو، حسی سے مراد وہاں پر کوئی اور ان کے علاوہ موجود نہ ہو اور شرعی سے مراد عورت ماہواری کے ایام میں نہ ہو یا فرض روزہ نہ رکھا ہو، اور طبعی سے مراد مرد وعورت دونوں میں سے کسی کو ایسی بیماری نہ ہو جو وطی کرنے سے مانع ہو یا ضرر کا اندیشہ ہو، جس خلوت میں یہ رکاوٹیں موجود نہ ہوں، وہ خلوت صحیحہ کہلاتی ہے۔ فتاوی ہندیہ المعروف عالمگیریہ میں یہی تعریف کی

گئی ہے: والخلوة الصحيحة أن يجتمعا فی مكان ليس هناك مانع يمنعه من الوطء حسا أو شرعا أو طبعا (فتاوی ہندیہ، بیروت، دارالفکر،۱۴۱۱ھ، جلداول، صفحہ ۳۰۴)

(۴۲) ایسی خلوت صحیحہ جس میں مرد نے عورت سے وطی نہ کی تو اس عورت پر بعض احکام وہ لاگو ہونگے جو ایسی عورت پر لاگو ہوتے ہیں جس کے ساتھ خلوت صحیحہ میں وطی ہوچکی ہو، فتاوی ہندیہ میں ہے: وأصحابنا أقاموا الخلوة الصحيحة مقام الوطء فی حق بعض الاحكام دون البعض فاقاموها مقامه فی حق تاكد المهر وثبوت النسب والعدة والنفقة والسكنى فی هذه العدة وحرمة نكاح اختهاوار بع سواها (جلداول، صفحہ ۳۰۶) ہمارے اصحابؒ نے کہا خلوت صحیحہ (جس میں وطی نہ ہوئی ہو) بعض احکام میں وطی کے قائم مقام ہے اور بعض میں نہیں ہے۔ پس وہ وطی کے قائم مقام ہے مہر کے لازم ہونے میں، ثبوت نسب میں، اور عدت میں، اور دوران عدت نفقہ اور سکنی کی مستحق ہونے میں، اور عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کے حرام ہونے میں، اور اس کی عدت میں مزید چار عورتوں کے ساتھ نکاح کی حرمت میں۔ اور خلوت صحیحہ بعض احکام میں وطی کے قائم مقام نہیں ہے۔ مثلاً وطی کے بعد غسل فرض ہوتا ہے؛ مگر ایسی خلوت جس میں وطی نہ ہو اس کے بعد غسل فرض نہیں ہوگا، اور ایسی خلوت کے بعد اگر طلاق ہوگئی تو وہ زوج اول کے لیے حلال نہیں ہوگی، مرد یا عورت محصن نہ ہونگے، رجعت کا حق نہ ہوگا، وغیرہ اور بھی مسائل ہیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ (فتاوی ہندیہ، جلداول، صفحہ ۳۰۶) حالانکہ جب اس عورت کے ساتھ وطی نہیں کی گئی تو اس پر یہ احکام لاگو نہیں ہونے چاہئیں؛ مگر فقہاء نے خلوت صحیحہ کو وطی کے قائم مقام کرکے وہی احکام جاری کیے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں اسی طرح بدنظری چونکہ عورت کی طرف میلان اور وقوع فتنہ کا سبب ہے؛ اس لیے یہ فتنہ کے قائم مقام ہے اور حرام ہے۔

(۴۳) الجصاص، ابوبکر، احکام القرآن، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ، جلد ۵، صفحہ ۱۷۳۔

(۴۴) کاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۵، صفحہ ۱۲۲۔

(۴۵) المرغینانی علی بن ابی بکر، الہدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، بیروت، داراحیاء التراث العربی، س ن، جلد ۴، صفحہ ۳۶۸۔

(۴۶) القرآن، النور: ۳۰۔

(۴۷) القرآن، النور: ۳۱۔

(۴۸) الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن، ھ، بیروت، موسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۰ھ، جلد ۱۹، صفحہ ۱۵۶۔

(۴۹) ابن ابی شیبہ، المصنف، جلد ۳، صفحہ ۵۴۶۔

(۵۰) کاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۵، صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲۔

(۵۱) السرخسی، محمد بن ابی سھل، المبسوط، بیروت، دارالمعرفت، ۱۴۱۴ھ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۵۳۔

(۵۲) ابوبکر احمد بن عمرو البزار، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، المدینۃ المنورۃ، المکتبۃ العلوم والحکم، ۱۹۸۸ء، جلد ۵، صفحہ ۳۳۲۔

(۵۳) کاسانی، بدائع الصنائع، جلد ۵، صفحہ ۱۲۲۔

(۵۴) السرخسی، المبسوط، جلد ۱۰، صفحہ ۱۵۳؛ المرغینانی، الہدایہ، جلد ۴، صفحہ ۳۶۸۔

(۵۵) السرخسی، المبسوط، جلد ۱۰، صفحہ ۱۵۲۔

(۵۶) متقدمین سے مراد وہ حضرات ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا زمانہ پایا، اور ان سے فیض حاصل کیا اور جنہوں نے ان ائمہ ثلاثہ کا زمانہ نہیں پایا وہ متاخرین کہلاتے ہیں۔ علامہ ذہبیؒ نے میزان میں، متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل تیسری صدی کا شروع قرار دیا ہے۔ تیسری صدی ہجری سے پہلے تک کے علماء متقدمین اور تیسری صدی کے آغاز سے متاخرین کہلاتے ہیں۔ (مشتاق علی شاہ، تعارف فقہ، گوجرانوالہ، مکتبہ حنفیہ، س ن، صفحہ ۶۳)

(۵۷) حصکفی، الدرالمختار، جلد ۶، صفحہ ۳۷۰۔

❁ ❁ ❁